۱۔ فصل "فی صناعة التولید" کے زیر عنوان انسانی ولادت اور تخلیق و نشاوث پر مختلف زاویوں سے بحث کرتے ہوئے ابن خلدون نے ابونصر فارابی اور حکماء اندلس کے ایک خاص گوشۂ فکر کی تردید کی ہے اور حکماء اندلس کی رائے کی بنائے فساد کی نشاندہی کرتے ہوئے اس موقع پر شیخ الرئیس ابن سینا کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے " وتکلّف ابن سینا فی الرد علی هذا الرأی (بعد اربع اسطر) واطنب فی بیان ذالک فی الرسالة التی سماها رسالة حی بن یقظان" (مقدمہ ابن خلدون ص۳۹۲) ابونصر فارابی اور اسکے اتباع کی اس غلط رائے کی غلطی واضح کرنے کے لیے ابن سینا نے ایک مستقل رسالہ حی بن یقظان نام کا تصنیف کیا ہے۔ مگر میری رائے ہے کہ شیخ کا طریق تردید تکلف پر مبنی ہے۔ اس کے بعد شیخ کے طریق تردید کے بارے میں اپنا فیصلہ کرتا ہے اور کہتا ہے: " وهذا الاستدلال غیر صحیح" (مقدمہ ص۳۹۲) اس موقع پر شیخ بوعلی سینا کی عظمت علمی کے اعتراف نے ابن خلدون کے قلب کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ابن سینا کا ذکر کرے تاکہ ابن خلدون کے طریق تردید کا وزن علمی دنیا میں محسوس کیا جائے۔

۲۔ علم التصوف کے زیر عنوان مختلف حقائق علمی کے ذکر کے بعد ایک خاص علمی گوشہ کے بارے میں ابن خلدون نے لکھا ہے " وقد اشار الی ذالك ابن سینا فی الاشارات فی فصول التصوف فیها فقال جل جلاله الحق الخ" (مقدمہ ص۴۴۴) اس مقام پر بھی ابن خلدون نے شیخ کی رائے سے اختلاف کیا ہے مگر اس کی عظمت علمی کے پیش نظر اس کا ذکر ضروری سمجھا۔

۳۔ العلوم العقلیة واصنافها۔ کے ماتحت لمبی تفصیلات کے بعد ابن خلدون نے لکھا ہے " وکان من اکابرهم فی الملة ابونصر فارابی وابو علی سینا بالمشرق" (مقدمہ ص۴۵۵) مگر یہ موقعہ رد قول کا نہیں ہے بلکہ تعریف کا ہے چنانچہ کہتا ہے " بلغوا الغایة فی هذه العلوم" (مقدمہ ص۴۵۵) ان علوم میں آخری

درجۂ کمال کو ان حضرات نے چھو لیا۔

۴۔ علم الھیئۃ کے بیان میں بطلیموس کی کتاب المجسطی کے ذکر کے ذیل میں کہتا ہے کہ "وقد اختصرۃ الائمۃ من حکماء الاسلام کما فعلہ ابن سینا وادرجہ فی تعالیم الشفاء" (مقدمہ صفحہ ۴۶۳) یہ الفاظ بھی موقعۂ مدح کے ہیں۔

۵۔ العلوم الھندسیۃ کے ذیل میں یونانیوں کی ایک کتاب "کتاب الارکان" اور اس کے ترجموں کا ذکر کرنے کے بعد ابن خلدون کہتا ہے "وقد اختصرہ الناس اختصارات کثیرۃ کما فعلہ ابن سینا فی تعالیم الشفا افرد لہ جزأ منھا اختصۃ بہ (مقدمہ صفحہ ۴۶۲)

۶۔ العلوم العددیہ کے ذیل میں لکھتا ہے "فعل ذالك ابن سینا فی کتاب الشفاء والنجات"۔ ابن خلدون کے یہ الفاظ بھی شیخ کے بارے میں موقعہ مدح پر ہے۔

۷۔ علم المنطق کے ذیل میں مسائل منطقیہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ابن خلدون کہتا ہے "کما فعلہ الفارابی وابن سینا ثم ابن رشد من فلاسفۃ اندلس ولابن سینا کتاب 'کتاب الشفاء' استوعب فیہ علوم الفلسفۃ السبعۃ کلھا" (مقدمہ صفحہ ۴۶۵)

۸۔ فصل فی انکار ثمرۃ الکیمیاء۔ ابن خلدون نے علم کیمیاء کی تعریف اور اس کے وجود کے امکان اور عدم امکان پر بحث کرتے ہوئے اس بات میں اختلاف علماء اور دیگر مسائل متعلقہ کے بیان کے بعد شیخ کے مسلک کا ذکر کرتا ہے۔ "وبنی ابو علی ابن سینا علی مذھبہ فی اختلافھا بالنوع انکارہ ھذہ الصنعۃ واستحالۃ وجودھا (صفحہ ۵۲۵ مقدمہ)

۹۔ اسی فصل میں دوبارہ ذکر کرتا ہے "والذی ذھب الیہ ابن سینا

وتابعہ علیہ حکماء المشرق" (مقدمہ ص۲۴۵)

الغرض شیخ الرئیس ابن سینا کا علمی مقام ابن خلدون کے نزدیک ان تمام ائمہ طب و حکمت میں ممتاز و بلند ہے ــــــــــ میں اسی شہنشاہ طب و حکمت کی تعریف و تعارف کے لیے ان کی ذخائر تصانیف میں سے صرف ایک ایسی کتاب کا انتخاب کرتا ہوں جس کی علمی حکمرانی کا دائرہ پوری دنیائے طب و طبابت کو محیط ہے۔ "القانون فی الطب" یہ وہ گنجینۂ طب ہے کہ اگر شیخ کی کُل کتابیں جو علمی جواہر پاروں کی حیثیت رکھتی ہیں دنیائے طب سے ناپید ہو جائیں اور صرف القانون باقی رہ جائے تو تنہا یہی کتاب شیخ کی اس عظمت علمی کو برقرار رکھنے کے لیے ضامن و کفیل ہے۔ جو ہزار سال سے شیخ کو دنیائے طب و حکمت میں حاصل ہے اس کتاب کے مضامین و محتویات پر میں نے بارہا نظر غائر ڈالی ہے۔ ہر مطالعہ کے بعد مجھے قند مکرر کی لذت محسوس ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ دوسرے فضلاء روزگار کو بھی شیخ کے اس میخانۂ علم و حکمت نے کیفیت و سرور کی لذت شیریں سے بہرہ ور کیا ہے۔ جس کا اعتراف ارباب فن موقع بہ موقع کرتے رہتے ہیں......

اس وقت بہت مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ میرے روبرو ارباب دانش کی مجلس علم و حکمت برپا ہے اور میں ...... شیخ الرئیس بوعلی سینا ..... کی عظیم کتاب "القانون" کے بارے میں اپنے احساسات پیش کر رہا ہوں۔ القانون کے مطالعہ کے وقت بارہا میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ عظیم کتاب شیخ کی سیرت و کردار کے بعض اہم پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہے...... کیوں نہ اس لحاظ سے اسکا جائزہ لیا جائے۔ قلب نے آمادگی ظاہر کی اور قلم نے اس کا ساتھ دیا نتیجہ میں ایک مختصر سا جائزہ مرتب ہو گیا۔

مجھے اپنے اس مقصد میں کس قدر اور کس درجہ کامیابی ہوئی ہے اس کا فیصلہ ارباب نظر کے سپرد ہے۔

سیرت شیخ کے بعض پہلو "القانون" کی روشنی میں

(الف) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے "من ترك قول لا ادری اصيبت مقاتله" جس نے لا ادری کہنا چھوڑ دیا وہ ہلاکتوں کے منہ میں آگیا (نہج البلاغۃ مطبوعہ لاہور ص۸۴۶) یعنی بڑے سے بڑے عالم کے لیے یہ ناممکن ہے کہ کسی بھی فن کے جملہ جزئیات کو پورے طور پر جانتا ہو تاکہ ہر مسائل کے جواب میں اسکی جانب سے معلوماتی جواب حاضر ہو، کبھی کبھی ایسی چیزیں بھی زیر بحث آتی ہیں جن کے بارے میں "اعلم العلماء" کو بھی کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ یہ موقعہ غرور علم کو ابھارتا ہے اور ناواقفیت کے باوجود انسان بول پڑتا ہے کہ "میں جانتا ہوں" اور جاہلانہ باتیں بیان کر کے مسائل کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے لیکن شدہ، شدہ جب لوگوں کو پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں عالم کسی مسئلہ میں لاعلمی کے باوجود بھی مظاہرہ علم کرتا ہے تو ارباب علم میں اور عوام میں بھی اسکا وقار علم چھن جاتا ہے جس سے اسکی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوتی ہیں اور یہی ہے اسکی ہلاکت ——— اس مقولہ کی روشنی میں کردار شیخ کا جائزہ القانون میں لیجئے تو خوشی ہوتی ہے کہ . . . . الشیخ الرئیس واقعی اعلم العلماء ہے جو مختلف مواقع پر اپنی لاعلمی کا اعتراف نہایت فراخدلی سے کرتا ہے۔ چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

سموم (زہروں) کی بحث میں ایک زہر "سورو بیون" کا نام لکھ کر شیخ کہتا ہے "لست اعرف طبع هذا الدواء ولا علاجه الا المشترك" میں اس زہر کی حقیقت نہیں جانتا اور نہ اس کا علاج ——— ہاں زہروں کے لیے عمومی مشترک جو علاج ہے وہ یہاں ممکن ہے (القانون جلد سوم ص۲۲۲)

۲۔ ایک دوسرا زہر بنام "طوبیون" اس کا نام بتا کر تحریر کرتا ہے "هذا ايضا لست اعرف طبعه ولا علاجه" (القانون جلد سوم ص۲۲۴) اس زہر کی حقیقت سے بھی میں ناواقف ہوں، اور اس کا علاج بھی نہیں جانتا۔

۳۔ حیات (سانپوں) کے اقسام کی بحث میں ایک عنوان قائم کرتا ہے فصلٌ فی القفازة والطفارة ——— اس ذیل میں کہتا ہے" اقول ان جنسا من ھذہ الحیات رأیتھا بنواحی دھستان ھی الی الحمرة وھی خبیثةٌ جداً" یعنی جس جنس کے سانپ میں نے دہستان میں دیکھے ہیں یہ سرخی مائل اور بے حد خبیث ہوتے ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ" امغیسینا" نام کا سانپ جو منہ سے لے کر دم تک جسمانی بناوٹ میں یکساں سپاٹ ہوتا ہے وہ اسی صنف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سانپ کو میں نے دیکھا ضرور ہے مگر یقینی طور پر یہ فیصلہ نہیں دے سکتا کہ یہ" قفازہ" اور" طفارہ" ہی کی قسم ہے۔ ولست احقق انھا ھی القفازة او غیرہ" (القانون جلد سوم صہ ۲۴۶)

۴۔ فصل فی حیة نارسطالیس۔ اس سانپ کا تعارف کرانے کے بعد کہتا ہے کہ اس سانپ کا ذکر میں نے اس مقام پر ایک علمی اندازے کی بنا پر کردیا ہے ورنہ درحقیقت میں اس سے بالکل ناآشنا ہوں" وقد ذکرت انا ھذہ الحیة فی ھذا الموضع تخمینا وما اعرفھا ولاطبیعتھا ولا جنسھا بالتحقیق" (القانون جلد سوم صہ ۲۴۶)

۵۔ اس فصل کے بعد ہی اور ایک سانپ" فنجینوش"، کا ذکر کرتا ہے اس کے کاٹنے کے بعد کے عوارض بیان کرتا ہے مگر اس ذیل میں کہتا ہے کہ" وقولی فی ھذہ الحیة وانی علی التخمین اوردتھا فی ھذہ الموضع قولی فی التی قبلھا" (القانون جلد سوم صہ ۲۴۶) اس سانپ کے بارے میں بھی میری بات تخمینی ہے تحقیقی نہیں ہے۔

۶۔ ایک زہریلے کیڑے کا ذکر اس عنوان سے کرتا ہے" فصلٌ فی الشبت وعلاجہ"، اس کی تفصیلات میں بعض اطباء کا یہ خیال نقل کرتا ہے کہ اس کیڑے کی وہ قسم جو مصر میں ہوتی ہے سب قسموں سے بدتر ہے۔ اس کے بعد احساس ذمہ داری کی

بنا پر اپنی لاعلمی کی وضاحت ضروری سمجھتا ہے چنانچہ کہتا ہے "اقول انی لست اعلم هذا المصري هو المذكور في باب الرتيلاء او غيره" (القانون جلد سوم صفحہ ۲۶) میں اس قسم مصری سے ناواقف ہوں۔

۷ ۔ فصل فی حیوانین ذکرهما بعض اهل العلم من الاطباء" یعنی ان دو زہریلے جانوروں کا بیان جن کا تذکرہ بعض ذی علم اطباء نے کیا ہے اس کے بعد تحریر فرمایا ہے " الا انی لست بعالم بامرها " (القانون جلد سوم صفحہ ۲۶) مگر میں ان کیڑوں سے ناواقف ہوں۔

۸ ۔ فصل فی لسع باسلیفوس اس کے تذکرے کے بعد کہتا ہے کہ :
"ولست اعلم" (القانون جلد سوم صفحہ ۲۴۶)

یہ چند مثالیں نمونہ کی ہیں جو القانون جلد ثالث سے میں نے نقل کی ہیں جلد دوم اور اوّل میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں جنھیں خوف طوالت سے میں نے نظر انداز کر دیا ہے۔

(ب) سیرت انسانی کا ایک اہم پہلو ہے خدائے برتر کے انعامات کا اعتراف و اقرار اور انکی شان اقدس کے بارے میں اپنے عقیدۂ تقدیس و تنزیہ کا اعلان کرنا۔ نیز محسن اعظم آنحضرتؐ کی ذات گرامی اور ان کی شریعت کا احترام ــــــ سیرت شیخ اس لحاظ سے بھی منور ہے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ "القانون" کا آغاز شیخ نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے کر کے نہایت اعلیٰ طریقہ سے خدائے ذوالجلال کی حمد کی ہے۔ کہتا ہے " الحمد للّٰه حمداً یستحقه بعلو شانه وسبوغ احسانه" یعنی اللہ تعالیٰ اپنی جلالت شان اور بے پایان کرم و احسان کے لحاظ سے جن، جن کلمات حمد و ثنا کا حقدار ہے میں اسکی بارگاہ قدس میں وہ سب کا سب پیش کرتا ہوں ــــــ آگے کہتا ہے ــــــ " والصلوٰة علی سیدنا محمد النبی وآله واصحابه" خداوند کریم کی

بے پناہ رحمتیں نازل ہوں ہمارے آقا محمد پر جو نبی ہیں اور اولاد پر اور ان کے تمام صحابۂ کرام پر ـــــ 'القانون' کے اس خطبہ نے شہادت دی .... کہ شیخ مومن اور مسلمان ہے منکر خدا نہیں ہے اور آخری رسول محمد عربی پر ایمان کامل اور ان کی ذات گرامی سے عقیدت و محبت اور اہل بیت اور صحابۂ کرام سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۔ شیخ اسی دیباچے کے آخر میں لکھتا ہے " فاذا تہیأ بتوفیق اللہ تعالیٰ الفراغ من ھذا الکتاب" یعنی اس کتاب سے جب بتوفیق الٰہی فرصت ہوئی... ان کلمات نے اس بات کی شہادت دی کہ شیخ اپنے معاملات میں کامیابی کو عنایات الٰہی کا مرہون سمجھتا ہے۔

۳۔ اسی خطبہ میں تحریر کرتا ہے " وان اخر اللہ تعالیٰ فی الاجل وساعد القدر انتصبت لذالک انتصابا ثانیا " خداوند تعالیٰ نے اگر حیات درازکی اور تقدیر خداوندی نے موافقت کی تو القانون پر مزید اضافہ کے لیے دوبارہ اقدام کروں گا، اس عبارت نے پتہ دیا کہ حیات و ممات کو شیخ حکم الٰہی کے تابع قرار دیتا ہے اور مسئلہ تقدیر کا بھی قائل ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ القانون جلد اوّل ملتا ۲ سے ماخوذ ان عبارتوں سے درج ذیل باتیں شیخ میں موجود ہیں جو ان کی سیرت کا اہم پہلو ہے۔

(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالرسول (۳) اہل بیت سے تعلق (۴) صحابہ کرام سے محبت (۵) جملہ معاملات کا سر رشتہ اللہ کے ہاتھوں میں سمجھنا (۶) موت و حیات کو بحکم خدا ماننا (۷) باطن تقدیر پر قانع ہونا۔

۴۔ شیخ کا یہ مومنانہ طریقہ القانون کے جزء اول کے اختتامیہ میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں " ولناخذ فی تصنیف کتابنا فی الادویۃ المفردۃ ان شاء اللہ تعالیٰ تم الکتاب الاول من کتب القانون وھو الکلیات ـــــ وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی وآلہ" (القانون جلد اول ص ۱۲۲)

شیخ نے پوری القانون کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے جس کی تعبیر وہ "الکتاب" کے لفظ سے کرتا ہے شیخ ہر کتاب کا آغاز "تسمیہ" اور "حمد" و "نعت" اور ہر کتاب کا خاتمہ "حمد و صلوٰۃ" پر کرتا ہے ـــــ الکتاب الاول کا افتتاحیہ اور اختتامیہ میں نے ابھی نقل کیا اب الکتاب الثانی کا افتتاحیہ ملاحظہ ہو۔ تحریر کرتا ہے" بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ وبعد حمد اللہ والثناء علیہ والصلوٰۃ علی انبیائہ فان ھذا الکتاب ھو ثانی الکتب اللتی الخ (القانون جلد اول صد ۲۲۲) ـــــ اس کا اختتامیہ یوں تحریر کرتا ہے" تم الکتاب الثانی والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی وآلہ (القانون جلد اول صد ۴) ـــــ اور الکتاب الثالث کا آغاز اس طرح کرتا ہے الحمد للہ وسلام علی عبادہ والصلوٰۃ علی انبیائہ (القانون جلد دوم صد ۲)

تنبیہ: اس الکتاب الثالث کا اختتامیہ مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے ممکن ہے ناسخین کی غلطی سے یہ ٹکڑا خطی نسخے میں نقل ہونے سے رہ گیا ہو اور بلا اختتامیہ کتاب ثالث طبع ہو گئی ہو۔

قرینہ یہی ہے کہ شیخ نے اور حصوں کے طریقے پر اس حصّے کا بھی اختتامیہ تحریر کیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔ اب آپ الکتاب الرابع کا افتتاحیہ ملاحظہ فرمایئے۔ شیخ تحریر فرماتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ المومنین (القانون جلد سوم صد ۲) پھر اس حصّہ کا اختتامیہ یوں تحریر فرماتے ہیں" تم الکتاب الرابع من کتاب القانون والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی وآلہ وسلم (القانون جلد سوم صد ۳۰۹)

الکتاب الخامس میں افتتاحیہ نہیں ہے اور اختتامیہ سے بھی یہ خالی ہے قرینہ

یہی ہے کہ ناقلین کے سہو قلم کا یہ نتیجہ ہے۔

شیخ کا یہ وطیرۂ دائمی اس کے حسن ایمان باللہ اور محبت رسول خدا کی کھلی ہوئی مضبوط نشانی ہے۔

۵۔ القانون جلد اول صفحہ دس پر انسان کی تخلیق و بناوٹ کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں "اعلم ان الخالق جل جلالہٗ یعنی کائنات ارضی وسماوی کے بنانے والے جن کی عظمت جلالی کے کیا کہنے! اسی طرح صفحہ سولہ پر لکھتے ہیں" فتبارک اللہ احسن الخالقین .... واحکم الحاکمین" اور صفحہ ۱۸ پر دوران خون کی نوعیت بیان کرتے وقت خدائے قدیر کی تعریف کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے" بتقدیر العزیز العلیم"..... اس طرح سے انسانی تخلیق و بناوٹ میں قدرت الٰہی کی کرشمہ سازیاں بیان کرتے کرتے بے ساختہ شیخ کی زبان پر ان کلمات کا جاری ہونا یہ علامت ہے اس بات کی کہ شیخ جیسے مرد مومن میں معرفت الٰہی کی چاشنی موجود ہے۔

ادویہ مفردہ کے بیان میں ایک دوا بنام "خالیں وتیون" کی بحث کے ذیل میں شیخ نے تحریر کیا ہے کہ چمگادڑ کا بچہ جب اندھا ہو جاتا ہے تب اس کی ماں اس دوا کو اس بچے کے قریب رکھ دیتی ہے جس کی تاثیر سے اس بچے کی بینائی لوٹ آتی ہے اس موقع پر شیخ رب قدیر کی شان ربوبیت کا اعتراف جس کی وارفتگی اور والہانہ انداز میں کرتا ہے اس سے اسکی ایمانی قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں "فسبحان من اعطیٰ کل شیٔ خلقہٗ ثم ھدیٰ" (القانون جلد اول ص۲۶۳)

۱؎ ۲؎۔ یہ سب الفاظ قرآنی ہیں

۳؎ یہ الفاظ قرآنی ہیں پارہ تیئس رکوع دو" تقدیر العزیز العلیم"

۴؎ اعطیٰ کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ پارہ سولہ رکوع گیارہ)

ج :۔ القانون خالص طب کی فنی کتاب ہے اسلامی تعلیمات یا طب نبوی کی کتاب نہیں ہے۔ مگر شیخ کے سینے میں چونکہ قلب مومن دھڑک رہا ہے اس لیے خالص طبی مسائل کے بیان میں بھی اس کے قلب میں شریعت مصطفوی کی عظمت اور سنت نبوی کی اہمیت کا خیال آ، آجاتا ہے اس کے لیے چند مثالیں حاضر ہیں۔

۱۔ الفصل التاسع فی النوم والیقظة کے ذیل میں سونے جاگنے کی طبی بحثیں کرتے کرتے جب یہ ٹکڑا زیر بیان آیا ہے کہ سونے کا آغاز کس کروٹ سے کرنا چاہیئے؟ بس اس مقام پر شیخ نے خالص طبی طریقہ بیان کرتے ہوئے طب نبوی اور شرعی کا بھی ذکر فرمایا ہے جو عین طب فلسفی کے مطابق ہے فرماتے ہیں کہ واما افضل هیأة النوم فان یبتدی علی الیمین ثم ینقلب علی الیسار ..... طباً و شرعاً۔ (القانون جلد اول ص۱۷۳) سونے کا آغاز پہلے داہنی کروٹ سے کرنا چاہیئے پھر تھوڑی دیر بعد بائیں پہلو پر سو جاتے یہی افضل طریقہ ہے طبی اعتبار سے اور شرعی لحاظ سے بھی۔

۲۔ نومولود بچے کی رضاعت پر شیخ نے القانون میں طبی بحث کی ہے اس ذیل میں دودھ پلانے والی عورت میں جن صفات کا ہونا ضروری ہے ان کا تذکرہ کیا ہے یہ اوصاف کچھ تو بدن اور صحت سے متعلق ہیں اور کچھ اخلاقی ہیں اس موقع پر فرماتے ہیں "واما فی اخلاقها فان تکون حسنة الاخلاق محمودتها بطیئة عن الانفعالات النفسانیة الردیئة من الغضب والغم والجبن وغیر ذالك فان جمیع ذالك یفسد المزاج وربما اعدی بالرضاع۔" یعنی دودھ پلانے والی عورت اخلاق کی اچھی ہو، جھٹ پٹ غصہ اور غم اور بزدلی وغیرہ کا شکار نہ ہو جاتی ہو۔ اس لیے کہ یہ تمام اخلاقی کمزوریاں مزاج انسانی کو بھی متاثر کرتی ہیں اور دودھ کے ذریعہ بچے میں منتقل ہو جاتی ہیں...... اس کے اوپر شیخ اضافہ کرتا ہے "ولهذا نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم

عن استنطار المجنونة " (القانون جلد اول صہ ۱۵۲) اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجنونہ سے دودھ پلوانے کو منع فرمایا ہے، کس خوبصورتی سے شیخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک اس موقع پر کیا ہے۔

۳۔ "الفصل العاشرون فی الفصد" اس عنوان کے ذیل میں شیخ مختلف مسائل بیان کرتے کرتے اس چیز کا ذکر بھی کرتا ہے کہ حجاب حاجز اور جگر کے پرانے درد کے ازالے میں داہنی ہتھیلی کی پشت کی جانب سے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی بیچ کی شریان کا فصد انتہائی مفید ہے۔ پھر بتاتا ہے کہ اس فصد کا علم جالینوس کو خواب میں ہوا تھا اس پر شیخ اضافہ کرتا ہے کہ — رویاء صادقہ (سچے خواب) اجزاء علوم نبوت کا ایک جزء رہتے ہیں لہذا جالینوس کا یہ سچا خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں بھی صحیح ہے چنانچہ شیخ تحریر فرماتے ہیں " واما الشریان الذی یفصد من الید الیمنی فھو الذی علی ظھر الکف ما بین السبابۃ والابھام وھو عجیب النفع من اوجاع الکبد والحجاب المزمنۃ وقد رای جالینوس ھذا فی الرویاء — اذ الرویا الصادقۃ جزء من اجزاء النبوت کان آمرا امرہ بہ لوجع کان فی کبدہ فعل فعوفی " (القانون جلد اول صہ ۲۰۹) شیخ کا یہ دلچسپ طریق بیان بھی حُبّ نبوی کی نشاندہی کرتا ہے۔ (جاری)

دعائے صحت

محترم قبلہ حضرت مفتی صاحب پچھلے دو ہفتوں سے شدید نزلہ اور بخار میں مبتلا ہیں جنکی وجہ سے موصوف کو بہت نقاہت ہو گئی ہے فالج اور لقوے کے مرض میں ہلکا ہلکا افاقہ ہونا شروع ہوتا ہے تو یہ درمیان کی متفرق تکالیفیں اوس میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ آپ پرخلوص احباب حضرت مفتی صاحب سے استدعا ہے خصوصی اوقات میں حضرت کے لیے دعائے صحت فرمائیں۔ آپ لوگوں کے خطوط حضرت کی مزاج پرسی کے لیے برابر موصول ہوتے ہیں قبلہ حضرت مفتی صاحب اون خطوط کے جوابات میں آپ کا شکریہ فرماتے ہیں اس دوران بہت سے دوستوں کو جوابات نہیں گئے اس کے لیے معذرت۔ منیجر ندوۃ المصنفین دہلی

عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں
محرکات، مسائل اور مقاصد

(۳)

از جناب ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی، استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ابتدائی مہموں کے سلسلے کی آخری اور غالباً اہم ترین مہم نخلہ کی تھی جو حضرت عبداللہ بن جحش
ن رباب الاسدی کی قیادت میں مکہ کے بالکل قریب واقع مقام نخلہ[۹۲] کو بھیجی گئی تھی۔ ابن اسحاق
وران کے جامع کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ سے
اپنی واپسی پر رجب میں آٹھ مہاجرین پر مشتمل یہ مہم روانہ فرمائی تھی۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن جحش
کو ایک ہدایت نامہ (کتاب) عطا فرما کر حکم دیا تھا کہ دو دن کے سفر کے بعد اسے کھول کر
یکھیں اور اس میں تحریر شدہ حکم پر عمل کریں اور اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی نہ چاہے
و اس کو مجبور نہ کریں۔ ان آٹھ مہاجرین کے نام یہ تھے: حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ اموی،
بداللہ بن جحش اسدی (حلیف بنو امیہ) عکاشہ بن محصن اسدی (حلیف بنو امیہ) سعد بن
، وقاص زہری، عامر بن ربیعہ عنزی (حلیف بنو عدی)، عتبہ بن غزوانی مازنی (حلیف
ز زہرہ)، خالد بن بکیر لیثی (حلیف بنو سعد) اور سہیل بن بیضا حارثی۔ دو دن
کے سفر کے بعد جب حضرت عبداللہ بن جحش نے نامۂ مبارک کھولا تو اس میں تحریر تھا:

"اذا نظرت فی کتابی ھذا فامض حتی تنزل نخلۃ بین مکۃ والطائف فترصد بھا قریشا وتعلم لنا من اخبارھم (جب تم میرا یہ خط پڑھو تو چلتے رہو یہاں تک مکہ اور طائف کے درمیان واقع نخلہ میں قیام کرو اور وہاں قریش پر کڑی نظر رکھو اور ہمارے لیے ان کی خبریں معلوم کرو) خط کا مضمون پڑھ کر انھوں نے آمنا و صدقنا کہا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نخلہ جا کر قریش پر نظر رکھنے اور ان کی خبریں معلوم کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے مجھ کو تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر کسی کو شہادت کی تمنا ہے تو وہ آگے چلے اور جس کو نہ ہو وہ واپس چلا جائے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کروں گا" چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور ان کے تمام اصحاب نے ان کا ساتھ دیا اور کسی نے بھی پیچھے نہ رہنا پسند کیا۔ وہ حجاز کے راستے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فرع کا علاقہ بالائی واقع ایک کان (معدن) پر پہنچے، جسکو بحران[۹۳] کہا جاتا تھا تو سعد اور عتبہ کا اونٹ گم ہو گیا جس پر وہ آگے پیچھے بیٹھتے تھے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے جبکہ حضرت عبداللہ اور ان کے بقیہ ساتھی نخلہ جا پہنچے۔ ایک قریشی کارواں جو سوکھی کھجوریں (زبیب)، کھالیں (ادم) اور کچھ دوسرا سامان تجارت (تجارۃ من تجارۃ قریش) لے کر جا رہا تھا، ان کے پاس سے گزرا۔ اس میں عمرو بن حضرمی، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی اور اس کا بھائی نوفل مخزومی اور ہشام بن مغیرہ مخزومی کا مولی حکم بن کیسان شامل تھے۔ جب کارواں والوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے کیونکہ وہ ان کے قریب ہی خیمہ زن ہوتے تھے۔ عکاشہ نے جنھوں نے اپنا سر گھٹا لیا تھا ان کے سامنے آ گئے اور ان کو دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ "وہ عمرہ کرنے والے ہیں اور ان سے خوف کی کوئی ضرورت نہیں"۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کیونکہ یہ رجب کا آخری دن تھا اور آپس میں کہا کہ "اگر تم ان کو آج کی رات چھوڑتے ہو تو یہ حرم مکہ میں داخل ہو جائیں گے اور تم سے بچ نکلیں گے اور اگر تم ان کو قتل کرتے ہو تو تم ایسا ماہ مقدس